۶۰ سال پہلے

اکثر حضرات نے میرے اوپر وہ اعتراضات کیے ہیں جن کا جواب میں خود ہی اپنے مضامین میں دے چکا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر انھوں نے ان مضامین کو پڑھا بھی ہے تو دل کے دروازوں کو بند کر کے پڑھا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ یہ طریقہ اہل حق کے لیے مناسب نہیں ہے۔ ہم کوئی مجلس مناظرہ تو قائم نہیں کر رہے ہیں جس کا مقصد محض دماغی زور آزمائی ہوتا ہے اور جس میں ہر فریق پہلے سے یہ فیصلہ کر کے شریک ہوتا ہے کہ دوسرے کی بات نہ مانے گا اور اپنی بات پر اڑا رہے گا۔ ہمارا مقصد تو اس ملت کی حفاظت اور سربلندی ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو یکساں عزیز ہے۔ اس مقصد کو پیش نظر رکھ کر جو شخص کہہ رہا ہے اس کی بات کو کھلے دل کے ساتھ سنیے' پوری طرح سنیے' ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیجیے اور یہ فرض نہ کر لیجیے کہ جو طریقہ آپ نے اختیار کیا ہے وہ وحی کے ذریعے سے نازل ہوا ہے' اس لیے اس کے خلاف جو کچھ بھی کہا جائے' وہ بہرحال باطل ہی ہونا چاہیے۔ وہ غریب آپ سے لڑنے کے لیے نہیں اٹھا ہے بلکہ غور و فکر کی دعوت دینے کے لیے اٹھا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ آپ قدم اٹھانے سے پہلے اپنی منزل مقصود متعین کریں' اور اس منزل کی طرف جانے کے لیے وہ راستہ معلوم کریں جو یقیناً صحیح ہو' جس کی صحت اتنی ہی یقینی ہو جتنی ہدایت ربانی کی صحت یقینی ہے۔ پس آپ جویاے حق بن کر اس کے معروضات کا مطالعہ کریں اور دوران مطالعہ میں صواب کو خطا سے ممیز کرتے چلے جائیں۔ جو کچھ صواب نظر آئے اسے قبول کر لیں اور جس چیز میں خطا پائیں اس کے متعلق واضح طور پر بتا دیں کہ اسے کس بنا پر آپ خطا سمجھتے ہیں۔ آیا وہ کتاب اللہ کے خلاف ہے؟ سنت رسول اللہؐ کے خلاف ہے؟ عقل کے خلاف ہے؟ یا کسی اور ایسی چیز کے خلاف ہے جو تمیز حق و باطل کی معیار ہو؟ اس توضیح سے راقم کو بھی اپنے خیالات پر نظرثانی کرنے کا موقع ملے گا اور نیک نیتی کے ساتھ مباحثہ کر کے ہم سب ایک صحیح نتیجے پر پہنچ سکیں گے۔ یا اگر اختلاف باقی بھی رہا تو کم از کم غلط فہمیاں باقی نہ رہیں گی۔

(ابوالاعلیٰ مودودیؒ' مقدمہ' ترجمان القرآن' جلد ۱۱ عدد ۵' ذی القعدہ ۱۳۵۶ھ' جنوری ۱۹۳۸)